بشری تقاضے اور اُن کی حقیقت۔ ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر عبید احمد خان☆

تلخیص:

''اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں انسان کو اشرفیت کی بشارت عطا فرمائی لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے عقیدے کی درستگی، عمل صالح، عقل سلیم اور تقویٰ کو معیار بناتے ہوئے مختلف اعلیٰ مقامات کی بشارت بھی دی۔ اور روگردانی کی صورت میں اسفل السافلین کے مقام پر پھینکنے کی بھی خبر دی۔ اگر انسان مندرجہ بالا مقاصد کو حاصل کرتے ہوئے تخلیقی نظام، اسرار ربانی کا علم حاصل کرے تو اسفل السافلین میں پھنسا ہوا شخص تمام حجابات کو قطع کرتا ہوا تمام مخلوقات میں بہتر اور اشرف ہوسکتا ہے۔

ان الذین آمنو و عملوا الصالحت اولئک ھم خیر البریہ

(اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہت ہیں)

اس تحقیق میں بشری تقاضوں کے حقائق و رسرار پر ہی روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ انسان حجابات بشری سے نکل کر اپنی اصل منزل کو حاصل کرلے۔

ذلکم اللّٰہ ربکم خالق کل شیء (۱)

ترجمہ: یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

رب العالمین اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کے خالق اور مالک ہیں اسی کے حکم سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور اسی کے حکم سے ہر چیز فنا ہوتی ہے۔ عالم امکان میں انسان کی تخلیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوئی اور اسی نے انسان کی تخلیق اور فطری انسانی صفات سے آگاہ کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

و خلق الانسان ضعیفا (۲)

ترجمہ: اور انسان (طبعًا) کمزور پیدا ہوا ہے۔

☆استاد اسلامی فلسفہ، شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

وکان الانسان قتوراo(۳)

ترجمہ: اااور انسان دل کا بہت تنگ ہے۔

وکان الانسان عجولاo (۴)

ترجمہ: اور انسان جلد باز ہے۔

انہ کان ظلوما جھولا o(۵)

ترجمہ: انسان بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔

ان الانسان لکفورo(۶)

ترجمہ: بے شک انسان تو بڑا ناشکرا ہے

انسانی فطری کمزوریاں مندرجہ بالا آیتوں اور دوسری آیتوں میں اللہ تعالیٰ ہی نے ظاہر فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ جو کہ انسان کی تخلیق کا مالک ہے اُس سے زیادہ اور کون بتا سکتا ہے۔ ہماری تحقیق ان ہی فطری صفاتی کمزوریوں پر ہی ہے۔ کہ یہ فطری تقاضے اور کمزوریاں کس سائنس کے تحت انسانی قالب (جسم) میں کام کرتی ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے۔ بشری تقاضوں کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے انسانی ساخت کو سمجھنا ہوگا۔

انسان: انسان مجمع ہے جسم اور روح کا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمامسنونo (۷)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا

ونفخت فیہ من روحیo (۸)

ترجمہ: پھر اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی۔

۱) جسم: انسانی جسم کی ساخت ۵ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) نفس (۲) آگ (۳) پانی (۴) ہوا (۵) مٹی۔ یہ تمام اجزاء اپنے اندر انفرادی خصوصیت کے مالک ہیں۔

نفس: نفس ایک طاقت کا نام ہے جو کسی چیز کی خواہش کرتا ہے جب خواہش برائی کی ہو تو نفس امارہ کہلاتا ہے اور نفس جب خواہش

بھلائی کی کرتا ہے تو وہ لوامہ کہلاتا ہے۔ اور جب نفس تزکیہ کی برکت سے سنور جاتا ہے تو مطمئنّہ کہلاتا ہے۔ نفس کی ان تینوں حالتوں کے بارے میں ارشادِ ربّانی ہے:

ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی (۹)

ترجمہ: بے شک نفس امارہ برائی کا حکم کرنے والا ہے مگر جب کہ میرا رب رحم فرمادے۔

ولا اقسم بالنفس اللوامة o(۱۰)

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہو۔

یاایتھا النفس المطمئنة o ارجعی الی ربک راضیة مرضیةo (۱۱)

ترجمہ: اے اطمینان پانے والی روح اپنے پروردگار کی طرف
لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

آگ: یہ جز نار انسان کے اندر بلندی، سرکشی، تکبر اور کبر کو ہوا دیتا ہے ان کی کمی زیادتی ان صفات کو کم زیادہ کرتی ہے۔

مٹی: یہ قالب (جسم) کی جز اعظم ہے۔ کمینگی اور تلویت (آلودگی) اس کی ذاتی صفات ہیں۔ یہ پستی اور نیچائی چاہتا ہے۔

پاکی حاصل کرنے کے بعد اس کی ذاتی صفات عاجزی وانکساری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

پانی: یہ جز یعنی جز آبی حقیقتِ جامعہ قلبیہ سے مناسبت رکھتا ہے اسی لیے اس کا فیض تمام چیزوں میں پہنچتا ہے۔ یہ جز سیرابی کا ذریعہ ہے۔

ہوا: یہ جز روح کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور جسم میں روح کا قائم مقام بن جاتا ہے۔ روح کو اُڑاتا ہے اور سنوارتا ہے۔

قالب کے جز ہوا، مٹی اور پانی کے متعلق حضرت مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'وجز و ہوائی مناسبت بروح دار..... وایں جز ہوائی بواسطہء مناسبت بمقام روحی
دریں قالب قائم مقامِ روح می گردد، ودر بعض امور حکمِ روح پیدا می کند.......
وجز و آبی مناسبت بحقیقتِ جامعہ قلبیہ دارد، ولہذا فیض او بجمیع اشیا می رسد.......
وجز و ارضی کہ جز و اعظم آں قالب است۔ بعد از تطہیر از تلویتِ ونائتِ وخست
کہ از صفاتِ ذاتیہء اوبند، حاکم وغالب دریں قالب او می گردد۔ (۱۲)

ترجمہ: 'اور (جسم انسانی کا دوسرا جزو، یعنی) جزو ہوائی، روح کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔۔۔اور یہ جز ہوائی مقام روح کے مناسبت رکھنے کی وجہ سے اس قالب میں رورح کا قائم مقام بن جاتا ہے اور بعض معاملات میں روح کے حکم میں یعنی اس کی مانند ہو جاتا ہے اور (جسم انسانی کا تیسرا جز یعنی) جزو آبی حقیقتِ جامعہء قلبیہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور اسی لیے اس کا فیض تمام چیزوں میں پہنچاتا ہے۔ اور (جسم انسانی کا چوتھا جزو، یعنی) جز و ارضی (مٹی) جو اس قالب (جسم) کا جزو اعظم ہے۔ اپنی کمینگی اور خست کی تلویت (آلودگی) سے جو کہ اس کی ذاتی صفات ہیں پاکی حاصل کر لینے کے بعد وہی اس

قالب میں حاکم اور غالب ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جز آگ اور خاک کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہر عنصرے کہ جز و اوست مقتضیء یک نوع خصوصیتے است، مثلاً جز و ناری
مقتضی علو و سرکشی است و جز وِ خاکی مقتضی سفل و پستی است۔ (۱۳)

ترجمہ: 'اور ہر عنصر جو جسمِ انسانی کا جز و ہے وہ ایک قسم کی خصوصیت
کا مقتضی ہے، مثلاً جز و ناری بلندی اور سرکشی چاہتا ہے اور جز و خاکی
...... پستی اور نیچائی چاہتا ہے'۔

انہی جز قالب کا اعتدال سے بگڑنا فسادِ محل کا سبب بنتا ہے۔ جس قالب میں اعتدال پایا جائے گا وہ اسی قدر ذاتِ حق کے ساتھ مناسبت رکھے گا

اور خُلقِ عظیم سے مناسبت پیدا ہو جائے گی اور انسانی روح وسطِ جسم میں قرار پائے گی جو کہ ظاہر اور باطنی صحت کا موجب بن جائے گی۔

۲) روح: انسانی روح میں اللہ تعالیٰ نے پانچ لطائف عالم امر کے قائم فرمائے تاکہ بدنِ عنصری میں قید ہونے کے بعد جس پہ اللہ تعالیٰ کا فضل

وکرم ہو وہ ان لطائف کے ذریعے اپنے لطائف کا تعلق عالمِ امر سے بحال کرلے اور اسی بحالی تعلق سے اپنے نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ

کے درجہ میں لے جائے روح کے پانچ لطائف اور ان کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت مولانا زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ

اللہ علیہ اس کی تفصیل اس طرح بیان فرماتے ہیں:

لطیفہ قلب: حضورِ انور ﷺ کا ارشاد ہے:

انّ فی جسد بنی ادم المضغة اذا صلحت صلح الجسد کلهٗ
وَاذا فسدت فسد الجسد کلهٗ ٥(۱۴)

ترجمہ: اولادِ آدم کے جسم میں ایک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) ہے۔
جب یہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور
جب یہ خراب ہوتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خوب سمجھ
لو کہ یہ مضغہ (گوشت) قلب ہے۔

اس حدیث شریف کے مطابق لطیفہ قلب کا دارومدار ظاہری اور باطنی دونوں صحتوں پر ہے شہوتِ دنیا کا تعلق قلب ہی سے ہے۔جس

نے انسان کو محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیا۔قلب کے بقایا چار جوف مندرجہ ذیل ہیں:

لطیفہ روح: قلب کے دوسرے جوف کو لطیفہ روح کہتے ہیں اس لطیفہ کا تعلق غصّہ اور غضب کے ساتھ ہے جس نے روح کی نورانیت کو زائل کر کے درندوں جیسی عادت پیدا کر دی ہے۔ (۱۵)

لطیفہ سر: قلب کے تیسرے جوف کو لطیفہ سر کہتے ہیں۔جس نے اپنا متوالا بنا کر ذاتِ الٰہی کے مشاہدے سے محروم کر دیا اور طلبِ مال، زنا، چوری اور خون ریزی وغیرہ کی بری عادات انسان کے اندر بھر دیں۔ (۱۶)

لطیفہ خفی: اس لطیفہ کے ساتھ حسد اور بخل کا تعلق ہے کہ اصل میں ایک ہی چیز ہے جو دو کام کرتی ہے اور اس لطیفہ کی سیاہی کو جو ملاءِ اعلیٰ کے مقامات دکھانے والی اور بطن البطون کے پردوں میں آنکھ کی سیاہ پتلی کی مانند دیکھنے والی ہے بے نور کر دیتی ہے۔ (۱۷)

لطیفہ اخفیٰ: اس لطیفہ کے ساتھ تکبّر اور فخر کا تعلق ہے۔جس نے اس لطیفہ کو مکدر اور میلا کر کے سرکشی اور نافرمانی کی طرف دھکیل دیا اور غضبِ الٰہی میں مبتلا کر کے راندہ درگاہ بنا دیا ہے۔ (۱۸)

پانچ عالمِ خلق کے لطائف اور پانچ عالمِ امر کے لطائف حضرتِ انسان کے کُل پرزے ہیں جن سے ظاہر (جسم) اور باطنی (روح) کے افعال سرزد ہوتے ہیں انہیں دس لطائف کے مجموعے کو ہیتِ وحدانی بھی کہا جاتا ہے۔

۱) عوام الناس کے بشری تقاضے اور ان کی حقیقت:

عوام الناس میں بشری تقاضے (۱) جسم، (۲) نفس (۳) اور لطائف (ہیتِ وحدانی) کی طلب پر منحصر ہیں۔ جب انہیں بشری تقاضے پیش آتے ہیں تو ان کے جسم کے ساتھ نفس بھی شاملِ حال ہو جاتا ہے اور لطائف بھی (غیر تطہیر شدہ) ان تقاضوں میں شدت پیدا کرتے ہیں۔ان تینوں اجزاء کے تقاضوں کے ملاپ سے عوام میں بشری تقاضوں میں شدت، وحشی پن اور درندگی جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔اس لیے مالکِ کائنات نے **وخلق الانسان ضعیفا، انه کان ظلوما جهولا** وغیرہ جیسی صفات کا تذکرہ کیا ہے۔انسان فطری طور پر ان صفات کا مالک ہوتا ہے جب تک کہ حدیث شریف کے تحت وہ قلب کی اصلاح نہ کرے (یعنی لطائف کی برائیوں کو دور کرنا) اور تزکیہ نفس نہ کرے۔تب تک یہی وحشی صفات انسان کے اندر رہتی ہیں۔مثلاً ہیرا زمین سے اپنی فطری صورت میں کوئلہ کی مانند ہوتا ہے جسے دیکھ کر کوئی بھی لینا پسند نہ کرے۔لیکن جب وہی کوئلہ تراش خراش کر سنوارا جاتا ہے اور پھر پالش کر دی جاتی ہے تو اب وہی کوئلہ ہیرا بن جاتا ہے۔ان کی صفاتِ رذیلہ (سیاہ صفات) چمک اور روشنیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اور ہر شخص اُسے لینے کا متلاشی

ہوتا ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ عوام الناس کے فطری تقاضوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

لیکن ظلمتِ صفاتِ بشریت در عوام در کلّیت سرایت

می کند، و در قالب و روح محدود (۱۹)

ترجمہ: 'لیکن صفاتِ بشریت کی تاریکی اور ظلمت عام لوگوں میں ان کی مجموعی

حیثیت (کلیت یعنی تمام لطائف ظاہر و باطن) میں سرایت کر جاتی ہے اور

جسم قلب اور روح تک میں دوڑ جاتی ہے'۔

اسی لیے عوام الناس سے ناشکرا پن، احسان فراموشی، فخر، لڑائی جھگڑا، مایوسی، فطری کمزوری، نعمت پر جھگڑنا، جلد بازی، تنگ دلی، بخیل، کم حوصلہ، گھبرا جانے والا، سرکش، مال کی محبت رکھنے والا، ظالم اور جاہل، مطلب پرست، شرک کرنا، زیادہ کھانے کا مرض، غیبت، غصہ، حسد، کنجوسی، فضول خرچی، خودنمائی، غرور اور شیخی، اترانا، دکھلاوا، وغیرہ جیسی صفاتِ رذیلہ کثرت سے سرزد ہوتی ہیں۔

۲) خواص کے بشری تقاضے اور ان کی حقیقت:

خواص وہ جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہدایت کا راستہ دکھا دے۔اور فرمانِ الٰہی کے مطابق۔۔

و ابتغوا الیہ الوسیلۃo (۲۰)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو'۔

اللہ تعالیٰ تک پہچانے والا استاد، متقی میسر آ جائے اور اُس کی راہنمائی میں فرمانِ الٰہی کے مطابق:

لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم

یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃo (۲۱)

ترجمہ: 'اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پہ احسان فرمایا جبکہ انہی کی جنس سے ایک

ایسا پیغمبر بھیجا، جو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا اور لوگوں کے

ظاہر و باطن (صفاتِ انسانی کی اصلاح) کو پاک و صاف کرتا اور ان کو کتاب

وحکمت کی باتیں بتاتا ہے'۔

تزکیہ نفس میسر آ جائے تو ذکر اور عملِ صالح کی برکت سے لطائفِ جسم اور لطائفِ روح کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔جیسے جیسے استاد کی نگرانی میں توبہ، ذکر اور عملِ صالح کی برکت سے لطائف کی صفائی شروع ہوتی ہے یعنی صفاتِ رذیلہ (صفاتِ انسان) دور ہوتے جاتے ہیں دھیرے دھیرے انسان.... درندگی سے باز آتا جاتا ہے اور اس کی بری

صفات اچھی صفات میں تبدیل ہوتی جاتی ہیں۔لیکن یہ تبدیلی سچی توبہ،حصولِ ایمان اور عملِ صالح کے بغیر ممکن نہیں۔اگر عوام الناس کو یہ توفیق حاصل ہو جائے تو تمام کی تمام بری صفات اچھی صفات (یعنی نیکیوں میں) تبدیل ہو جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرتِ انسان کو ترغیب اور بشارت کچھ اس انداز میں دیتا ہے:

الا من تاب وامن وعمل صالحا فاولئک

یبدل اللہ سیاتھم حسنت o (۲۲)

ترجمہ:'جس نے توبہ کی.....اور ایمان لایا اور اعمالِ صالح کیے سو ایسے لوگوں کی

برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا'۔

ایسا شخص انسانی درندگی سے نکل کر سچی توبہ،ایمان اور اعمالِ صالحہ کی برکت سے خواص یعنی مومن کے درجہ پر فائز کر دیا جاتا ہے۔خواص کے لطائف صاف ہو چکے ہوتے ہیں۔لیکن نفس کی صفائی کے باوجود کامل طور پر انانیت اور سرکشی زائل نہیں ہوتی۔ایسا شخص جو اپنے لطائف کو برائیوں سے پاک کر لے اور اُس کا قلب مقامِ فنا یعنی دائمی خود پر کی محبت میں گرفتار ہو جائے تو ایسے شخص میں بشری تقاضے جسم اور نفس کی حد تک رہتے ہیں حضرت مجدّد الف ثانی ؒ ایسے شخص کو خواص سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

' و در خوّاص ایں ظلمت مقصود و بر قالب و نفس (۲۳)

ترجمہ: اور خواص میں یہ ظلمت (بشری تقاضے) محض ان کے

جسم اور نفس تک ہی محدود رہتی ہے۔

۳) اخصِ خواص (خاص الخاص) لوگوں میں بشری تقاضے اور ان کی حقیقت:

جنھیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے استادِ کامل کی صحبت میسر آ جائے اور وہ شہودِ ذاتی کا واصل ہو قوی التوجہ ہو اور یاداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو تو اس کی توجہ سے تھوڑے زمانے میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو سالہا سال کی محنت سے نہیں ہوتا۔ (۲۴)

پھر تو تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب دونوں حاصل ہو جاتا ہے اور اُس کا نفس کامل طور پر اصلاح پذیر ہو جاتا ہے۔اور نفس کی انانیت،سرکشی،تکبّر اور غصّہ زائل ہو جاتا ہے اور نفس کو بھی قلب کی طرح کامل فنا حاصل ہو جاتی ہے۔اصلاح شدہ نفس کے لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یایتھا النفس المطمئنة o ارجعی الی ربک راضیة مرضیةo (۲۵)

ترجمہ: اے نفسِ مطمئنہ لوٹ چل اپنے پروردگار کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

ایسے لوگ جن کے لطائف اصلاح پا جائیں اور نفس بھی اصلاح پذیر ہو جائے خاص الخاص لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگوں کا مرتبہ صالحین کا ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو نہ دنیا جانے کا غم ہوتا ہے اور نہ دنیا آنے کی خوشی۔ اللہ تعالیٰ کی دائمی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ہر جگہ اور ہر لمحہ اللہ کو پاتے ہیں۔

وهو معكم اين ما كنتمo (٢٦)

ترجمہ: تم جہاں ہو اللہ تمھارے ساتھ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت حاصل ہو جاتی ہے جس میں قرب کی انتہا ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

نحن اقرب اليه من حبل الوريد o(٢٧)

ترجمہ: میں بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

ایسے خاص الخاص صالحین کے بشری تقاضوں کی حقیقت حضرت مجدّد الف ثانیؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

ودر اخصِ خواص نفس نیز از یں ظلمت مبرّا است، مقصود بر قالب ست وبس۔

وایضاً این ظلمت در عوام موجبِ نقصان وخسارت ست، ودر خواص موجبِ کمال ونضارت۔ (۲۸)

ترجمہ: 'اخصِ خواص حضرات (خاص الخاص) کا نفس بھی اس ظلمت سے محفوظ رہتا ہے صرف ان کا جسم ہی اس سے متاثر ہوتا ہے اور بس۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ یہ ظلمت عام لوگوں میں نقصان اور خسارہ کا موجب ہوتی ہے اور خواص میں کمال اور تر وتازگی کا باعث بن جاتی ہے۔'

یعنی یہ حضرات شیطان اور نفس کے تابع نہیں ہوتے ان کے لطائف پاکیزہ ہو کر مقامِ فنا میں ہوتے ہیں اور اصلاح پذیر ہو کر مقامِ اطمینان حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ ان کا عمل شریعت وسنت کے مطابق ہو جاتا ہے جس میں نفس اور شیطان کا دخل نہیں ہوتا۔۔۔ اسی لئے ان میں صبر، خوف، رجاء، عاجزی، حیا، امین، صدق، اطاعت اور ذکر وغیرہ جیسی صفات رچ بس جاتی ہیں۔

انھیں مل جائے تو شکر کرتے ہیں نہ ملے تو صبر کر لیتے ہیں۔ نفس اور شیطان سے آزاد ہونے کی وجہ سے یہ بشری تقاضوں کے لیے جھکتے نہیں بلکہ بشری تقاضوں کو جھکا دیتے ہیں کبھی جان لیکر اور کبھی جان دے کر۔ ان کی بشریت کو کوئی خرید نہیں سکتا۔ نورِ ایمان کی روشنی بشری تقاضوں کی شدت کو جلا کر مدھم کر دیتی ہے جسم کو زندہ رکھنے کے لیے جسم کی پاکیزہ حاجت اور حقوق کے تحت ان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ انھی شہ بازوں کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمينo (٢٩)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور
میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو رب ہے سارے
جہانوں کا۔

دیکھا جائے تو عوام الناس، خواص اور خواص الخاص حضرات میں فرق جسمانی اور روحانی اعتبار سے لطائف اور نفس کی پاکیزگی پر منحصر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعامo (۳۰)

ترجمہ: ہم نے ان کے ایسے اجسام نہیں بنائیں کہ وہ کھانا نہ کھائے۔

خاص الخاص اولیاء اللہ کو بھی ان ہی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کی ضرورت عوام کو ہوتی ہے۔ یہ بزرگ بھی کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، پہننے اوڑھنے، ملنے جلنے، اہل وعیال، معاشرت اور موانست میں عوام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانیؒ ان کی اس صفاتِ بشری کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہمیں ظلمتِ خواص ست کہ ظلمتہائے عوام را زائل می گرداند، قلب ہائے ایشاں را تصفیہ می بخشد، ونفسہا را تزکیہ می دہد۔ اگر ایں ظلمت نمی بود، خواص را بعوام ہیچ راہِ مناسبت نمی کشود، وراہِ افادہ واستفادہ مسدود می نمود، وایں ظلمت در خواص آں قدر نمی ایستد کہ مکدر سازد، بلکہ ندامت واستغفار کہ در قفائے او دست می دہد، چندیں ظلمت وکدورتِ دیگر را ہم زواید وترقیات می فرماید۔ ہمیں ظلمت ست کہ در ملائک مفقود ست، وبسببِ آں، راہِ ترقی مسدود، واسمِ ظلمت بروے از قبیلِ مَدحٌ بِمَا یُشْبِهُ الذَّمّ ست۔ عوام کالانعام صفاتِ بشریتِ اہل اللہ را در رنگِ صفاتِ بشریتِ خود می دانند، ومحروم مخذول می مانند۔ (۳۱)

ترجمہ: یہ خواص کی ظلمت ہی تو ہوتی ہے جو عوام کی ظلمتوں کو دور کرتی ہے ان کے قلوب کو تصفیہ بخشتی اور ان کے نفوس کو تزکیہ عطا کرتی ہے۔ اگر یہ ظلمت نہ ہوتی تو خواص کو پھر عوام کے ساتھ مناسبت ہی نہ ہوتی۔ اور افادہ اور استفادہ کی راہ ہی مسدود ہو جاتی۔ اور یہ ظلمت خواص میں اس حد تک قائم نہیں رہتی کہ مکدر کر دے بلکہ ندامت وکدورت کو بھی دور کر دیتا ہے اور مزید ترقیاں عطا کرتا ہے۔ یہی ظلمت تو ہے جو ملائکہ میں مفقود ہے اور جس کی وجہ سے ان کی ترقی کی راہ مسدود ہو گئی ہے۔ اسے ظلمت کہنا تو مَدحٌ بِمَا یُشْبِهُ الذَّمّ (ایسی تعریف جو مذمت مشابہت رکھے) کی قسم سے ہے۔ چوپایوں کی طرح سے بے ضرر عوام اہل اللہ کی صفاتِ بشریت کو خود انہی صفاتِ بشریت کے رنگ میں سمجھ لیتے ہیں اور اس وجہ سے محروم اور ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔

ذلک فضل اللہ یوئتیه من یشاء واللہ ذوا الفضل العظیمo (۳۲)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن ۶۲:۴۰

۲۔ القرآن ۲۸:۴

۳۔ القرآن ۱۰۰:۱۷

۴۔ القرآن ۱۱:۱۷

۵۔ القرآن ۷۲:۳۳

۶۔ القرآن ۶۶:۲۲

۷۔ القرآن ۲۶:۱۵

۸۔ القرآن ۹:۳۲

۹۔ القرآن ۵۳:۱۲

۱۰۔ القرآن ۲:۷۵

۱۱۔ القرآن ۲۸:۸۹،۲۷

۱۲۔ مبداء ومعبد ۔مجدّد الف ثانیؒ ۔ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ صفحہ نمبر ۳۸۔۳۷۔

۱۳۔ معرف لدنیہ۔ مجدّد الف ثانیؒ ۔ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ صفحہ نمبر ۶۸

۱۴۔ صحیح بخاری ومسلم

۱۵۔ عمدۃ السلوک۔مولانا زوّار حسین شاہؒ۔ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۲ صفحہ نمبر ۲۱۴۔

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ مبداء ومعبد ۔مجدّد الف ثانیؒ ۔ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ صفحہ نمبر ۵۰

۲۰۔ القرآن ۳۵:۳

۲۱۔ القرآن ۶۴:

۲۲۔ القرآن ۷۰:۲۵

۲۳۔ مبداء ومعبد ۔مجدّد الف ثانیؒ ۔ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ صفحہ نمبر ۵۰

۲۴۔ عمدۃ السلوک۔ مولانا زوار حسین شاہؒ۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۲ء صفحہ نمبر ۳۰۳

۲۵۔ القرآن ۲۷،۲۸:۸۹

۲۶۔ القرآن ۴:۵۷

۲۷۔ القرآن ۱۶:۵۰

۲۸۔ مبداء و معاد۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ء صفحہ نمبر ۵۰

۲۹۔ القرآن ۱۶۲:

۳۰۔ القرآن ۲۱:۸

۳۱۔ مبداء و معاد۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ء صفحہ نمبر ۵۰

۳۲۔ القرآن ۴:۶۲